(۴۵)

(فرمودہ ۲۔ مئی ۱۹۵۷ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

مجھے آج پھر معذرت کرنی پڑتی ہے کہ میں کوئی لمبا خطبہ نہیں پڑھ سکتا بلکہ لمبا خطبہ تو الگ رہا میں چھوٹا خطبہ پڑھنے سے بھی معذور ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رمضان کے ایام میں میرے منہ میں تکلیف ہو گئی اور مسوڑھوں میں ایک جگہ پیپ پڑ گئی جس کو ڈاکٹر عبد الحق صاحب[1] نے لاہور سے آکر نکالا اور اس کی وجہ سے قریباً سارا رمضان دانت استعمال نہیں ہو سکے۔ اگر خالی مسوڑھے ہوں اور دانت نہ ہوں تب بھی ایک حد تک غذا چبائی جا سکتی ہے لیکن اگر کچھ دانت ہوں اور دانت دانت پر لگ رہے ہوں تو جہاں دانت نہیں ہوتے وہاں خلا بن جاتا ہے جس کی وجہ سے غذا اچھی طرح چبائی نہیں جا سکتی۔ حضرت اماں جان[2] ۸۶ سال کی عمر میں بھی مسوڑھوں سے غذا چبا لیا کرتی تھیں حالانکہ ان کے سارے دانت گر گئے تھے۔ پس ایک تو مسوڑھوں کی تکلیف کی وجہ سے غذا بغیر چبائے معدہ میں جاتی رہی جس کی وجہ سے اسہال کی تکلیف ہو گئی اور اس سے طبیعت میں ضُعف پیدا ہوا۔ اس کے علاوہ طبیعت کی کمزوری کی ایک اور وجہ بھی ہوئی اور وہ یہ ہے کہ ۱۹۵۵ء میں رمضان کے قریب ہی مجھ پر فالج کا حملہ ہوا تھا ہم کراچی میں تھے رمضان شروع ہوا جس کی وجہ سے اس سال تلاوتِ قرآن نہ ہو سکی۔ پھر ۱۹۵۶ء آیا تو اس سال بھی رمضان کے مہینہ میں فالج کا اثر ابھی باقی تھا جس کی وجہ سے تلاوت نہ ہو سکی۔ اس دفعہ میں نے تلاوت پر زور دیا تاکہ پچھلی کسر نکل سکے اس کی وجہ سے بھی ضُعف ہوا۔ فالج کا اثر جو کچھ کچھ باقی ہے وہ آنکھوں پر محسوس ہوتا ہے چنانچہ آنکھیں بڑی جلدی کام کرنے سے تھک جاتی ہیں۔ سامنے آدمی بیٹھا ہوا ہوتا ہے مگر وہ ذرا اِدھر اُدھر ہو جائے تو مجھے پتہ نہیں لگتا کہ وہ کہاں گیا ہے اور میں اسے پہچان نہیں سکتا۔ پھر اس کا اثر جلد ہی حافظہ پر بھی پڑتا ہے اور میں تھوڑی ہی دیر میں بھول جاتا ہوں کہ مجھے کون ملا تھا۔ بہرحال تلاوت کی وجہ سے بیماری کی تکلیف اور بھی بڑھ گئی اور حافظہ کی کمزوری جس میں کافی کمی آ گئی تھی۔ پھر زیادہ ہو گئی۔ پچھلے سال ۱۹۵۶ء میں مجھے لمبا آرام مل گیا تھا اس کی وجہ سے کمزوری

کسی حد تک دور ہو گئی تھی اور حافظہ میں چستی پیدا ہو گئی تھی۔ ۱۹۵۵ء میں یہ تکلیف بہت زیادہ تھی جو سال کے آخر تک بلکہ ۱۹۵۶ء کے شروع تک رہی اس کے بعد مری' ایبٹ آباد اور جابہ ؎ میں کچھ آرام ملا تو اس میں کمی آنی شروع ہو گئی بلکہ قریباً اس کی اصلاح ہی ہو گئی لیکن اس دفعہ پھر بیماریوں کے مجموعہ کی وجہ سے خرابی زیادہ محسوس ہوتی ہے اس لئے میں لمبی دیر تک بول نہیں سکتا۔

میں دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری عید دراصل وہی ہو سکتی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی عید ہو۔ اگر ہم تو عید منائیں لیکن محمد رسول اللہ ﷺ نہ منائیں تو ہماری عید قطعاً عید نہیں کہلا سکتی بلکہ وہ ماتم ہو گا جیسے کسی گھر میں کوئی لاش پڑی ہو' ان کا کوئی بڑا آدمی فوت ہو گیا ہو تو لاکھ عید کا چاند نکلے' ان کے لئے عید کا دن ماتم کا ہی دن ہو گا۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے چاہے محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات پر ۱۳۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اگر اس کی عید میں محمد رسول اللہ ﷺ شامل نہیں اور اگر وہ اس ظاہری عید پر مطمئن ہو جاتا ہے تو اس کی عید کسی کام کی نہیں۔ بیشک اس دن خدا تعالیٰ نے ہمیں خوش ہونے کا حکم دیا ہے اور ہم خوشی منانے پر مجبور ہوتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارے دلوں کو چاہئے کہ وہ روتے رہیں کہ ابھی محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی عید نہیں آئی۔ محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی عید سویاں کھانے سے نہیں آتی نہ شیر خرما کھانے سے آتی ہے بلکہ ان کی عید قرآن اور اسلام کے پھیلنے سے آتی ہے۔ اگر قرآن اور اسلام پھیل جائیں تو ہماری عید میں محمد رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہو جائیں گے اور آپ خوش ہوں گے اگرچہ مجھے فوت ہوئے ۱۳۰۰ سال سے زائد عرصہ گذر چکا ہے لیکن جس مشن کو لے کر میں دنیا میں آیا تھا ابھی تک میری امت نے اسے قائم رکھا ہوا ہے۔

پس کوشش یہی کرو کہ اسلام کی اشاعت ہو' قرآن کی اشاعت ہو' تا کہ ہماری عید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہوں اگر آج کی عید محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی عید ہے تو پھر سارے مسلمانوں کی عید ہے لیکن اگر آج کی عید میں محمد رسول اللہ ﷺ شامل نہیں تو پھر آج سارے مسلمانوں کے لئے عید نہیں بلکہ ان کے لئے ماتم کا دن ہے۔

پس اس نکتہ کو یاد رکھو بے شک ایک حد تک ہماری جماعت کو تبلیغ اسلام کا موقع ملا ہے مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ چیز ہمارے اندر اس قدر گھر کر گئی ہے کہ ہماری اولادوں میں بھی

سینکڑوں سال تک چلی جائے گی۔ ابھی ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ بعض لوگوں کی اولاد میں اگرچہ ان پر سینکڑوں سال نہیں گذرے ابھی سے اپنے باپ دادوں والا اخلاص نہیں پایا جاتا حالانکہ ہماری اصل عید تبھی ہو سکتی ہے جب قیامت تک محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا کھڑا رکھا جائے۔ اگر ہمیں یہ نظر نہ آئے اور ہماری اولادوں میں اتنا جوش نہ ہو کہ ہمارے مرنے کے بعد بھی وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نام اور اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلاتی رہیں گی تو پھر ہمیں ڈر ہی رہنا چاہئے کہ اس وقت اگر عارضی طور پر ہمارے لئے عید ہے تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد کہیں خدانخواستہ ہمارے لئے ماتم نہ ہو جائے۔

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ایسی اصلاح کریں کہ ان کو یقین ہو جائے کہ وہ قیامت تک اسلام کا جھنڈا کھڑا رکھیں گے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلائیں گے تا کہ ہماری زندگی ہی عید والی نہ ہو بلکہ ہماری موت بھی عید والی ہو۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ اے انسان! جب تُو دنیا میں پیدا ہوا تھا تو اس وقت تو رو رہا تھا اور لوگ ہنس رہے تھے۔ درحقیقت بچہ کا سانس رکا ہوا ہوتا ہے جب وہ پیدا ہوتا ہے تو پہلی دفعہ اس کے پھیپھڑوں میں ہوا جاتی ہے اس وجہ سے بچہ پیدائش کے بعد ضرور چیخ مارتا ہے۔ پس وہ کہتا ہے کہ جب تو پیدا ہوا تھا تو اس وقت تُو رو رہا تھا اور لوگ ہنس رہے تھے کہ ہمارے گھر میں بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ اب تجھے چاہئے کہ تُو ایسے نیک اعمال کر اور دنیا کے ساتھ ایسا نیک سلوک اور معاملہ کر کہ جب تُو مرے تو تُو ہنس رہا ہو اور لوگ رو رہے ہوں۔ تُو اس لئے ہنس رہا ہو کہ اب میری خدمات اور نیک اعمال کا نتیجہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے گا اور لوگ رو رہے ہوں کہ ایسا اچھا آدمی ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ [1] تو ہم اگر اپنی اولادوں کو اسلام پر قائم کر جائیں اور ہمیں یقین ہو کہ وہ اس کا جھنڈا کھڑا رکھیں گی تو یقیناً ہماری موتیں ایسی حالت میں ہوں گی کہ ہم ہنس رہے ہوں گے اور لوگ رو رہے ہوں گے اور یہی وہ موت ہے جس کی ایک مومن کو تمنا ہونی چاہئے۔ مرنا تو ہر ایک نے ہے مگر ایسی موت کہ انسان کو خدا تعالیٰ کے فرشتے خوشخبری دے دیں کہ تُو خدا تعالیٰ کی گود میں جائے گا اور فرشتے تیرے محافظ ہوں گے اور تیری اولاد تیرے بعد اسلام کا جھنڈا کھڑا رکھے گی موت نہیں ہوتی بلکہ خوشی کی گھڑی ہوتی ہے۔

پس ایسا رویہ اختیار کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور تمہاری اولادوں کے لئے ہمیشہ

ہمیش کے لئے عید بنائے۔ اولادوں کی بات تو بہت دور کی ہے ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ سال ختم بھی نہ ہونے پائے اور ہمارے لئے سچی عید آجائے کیونکہ آج سے ۵۰۔۶۰ سال کے بعد دیکھنا بوڑھوں کو کب نصیب ہوگا۔ یوں تو جوان آدمی کے لئے بھی ایک دن زندہ رہنے کی امید نہیں ہوتی لیکن بہرحال اس کی عمر کو دیکھ کر خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ اتنا عرصہ زندہ رہ سکے گا مگر بوڑھا آدمی تو پانچ دس سال زندہ رہنے کی بھی امید نہیں کر سکتا۔

پس ہمیں تو چاہئے کہ دعائیں کریں کہ خدا ہمیں ایسی عید نصیب کرے کہ ابھی یہ دن بھی ختم نہ ہو کہ ہمارے لئے سچی عید آجائے اور اسلام کی فتح کی خبریں ہمیں چاروں طرف سے آنے لگ جائیں۔ پس تم دعاؤں میں لگے رہو تا وہ عید جو سچی اور حقیقی عید ہے ہمارے قریب آ جائے۔ اب کی دفعہ خدا تعالیٰ نے دو عیدوں کو جمع کر دیا ہے۔ آج بھی عید ہے اور کل جمعہ ہے جو مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے [۵] گویا دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان دو ظاہری عیدوں کے ساتھ باطنی عید بھی ملا دے تو اس کے فضل سے یہ کوئی بعید بات نہیں۔

(الفضل ۸ مئی ۱۹۵۷ء)

۱۔ ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب ولد کرم علی صاحب ۱۸۹۸ء بیعت ۱۹۲۵ء

۲۔ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ ۱۸۶۸ء۔ ۱۹۵۲ء۔ رخصتانہ ۱۸۸۴ء

۳۔ سرگودھا۔ راولپنڈی روڈ پر خوشاب سے قریباً ۴۰ میل پر ایک گاؤں ہے یہاں حضور نے گاؤں سے ہٹ کر ایک بستی آباد کی جس کا نام نخلہ رکھا۔

۴۔

انت الذی ولدتک امک باکیا
والناس حولک یضحکون سرورا
فاحرص علی عمل تکون اذا بکوا
فی وقت موتک ضاحکا مسرورا

(مجانی الادب ۳ بحوالہ دروس الادب صفحہ ۹۰)

۵۔ سنن ابی داؤد باب اذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید۔